سالار کارواں

خادم الحرمین الشریفین

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

پروفیسر محمد یٰسین ظفر حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان
پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

بارعب اور پر وقار چہرہ، لمبا قد، مضبوط اعضاء، گوری رنگت، روشن چمکتی آنکھیں اور مسکراتے لب۔ یہ ہیں ہمارے ممدوح خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ جو زندگی کی 91 بہاریں دیکھ کر 23 جنوری 2015 بروز جمعۃ المبارک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اور اسی روز بعد نماز عصر جامع مسجد ترکی میں آپ کا جنازہ مفتی اعظم سعودی عرب نے پڑھایا اور انہیں ریاض کے شاہی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ

پیدائش و نام و نسب

شاہ عبداللہ یکم اگست 1924 کو ریاض میں پیدا ہوئے۔ مکمل نسب اس طرح سے ہے۔ عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود۔ آپ کی والدہ فہدہ بنت عاصی الشریم کا معروف عرب قبیلہ شمر سے تعلق تھا، جو اپنی بہادری حمیت اور غیرت کیلئے مشہور تھا۔

پرورش و ابتدائی تعلیم

آپ کی پیدائش کے وقت اگرچہ آپ کے والد ماجدہ نے نجد اور گرد و نواح میں آل سعود کی حکومت قائم کر لی تھی اور آپ نے حاکم وقت کے گھر میں آنکھ کھولی، لیکن اس وقت حالات ناکافی ناسازگار اور معاشی مشکلات سے دوچار تھے۔ علاقے میں غربت و افلاس اور ناخواندگی کا دور دورہ تھا۔ جہالت عام تھی انہی حالات میں آپ نے پرورش پائی۔ ان کے والد گرامی حکومت سازی اور پورے خطے میں امن و امان کے قیام کیلئے کوشاں تھے، اس کے باوجود وہ اپنی اولاد پر گہری نظر رکھتے تھے، گھریلو ماحول میں تعلیم و تربیت کا ایک نظام موجود تھا، جس کا نتیجہ ہے کہ ان میں صبر و تحمل بردباری اور خودداری ایسے اوصاف حمیدہ پیدا ہو گئے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی، گھر کے پاکیزہ ماحول میں قرآن حکیم اور شرعی علوم کی تدریس کا اہتمام تھا، جبکہ وقت کے ممتاز علماء اور دانشور بھی اتالیق مقرر تھے۔ ان سے حکومت سازی، جہانبانی، امور سلطنت، محکمانہ کاروائیاں اور دیگر آداب سیکھے۔ آپ بچپن ہی سے بڑے معاملہ فہم اور مضبوط قوت ارادی کے مالک تھے۔ علماء مشائخ کی محبت نے آپ کے خیالات میں نکھار پیدا کیا اور بہت جلد آپ میں قائدانہ صلاحیتیں پیدا ہوگئیں۔

اہم ذمہ داریاں

آپ کے والد شاہ عبدالعزیز آل سعود نے چند مجاہدین کے ساتھ نجد اور اس کے گردونواح کو فتح کیا تھا، لیکن آہستہ آہستہ ان کی عسکری قوت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور عرب کے بہت سارے قبائل آپ کے ہمنوا بن گئے۔ جن کے نوجوان باقاعدہ فوج کا حصہ بن گئے۔ جسے ''الحرس الوطنی'' کا نام دیا گیا اور اس میں وقت کے ساتھ ساتھ ترقی ہوتی گئی۔ جدید اسلحہ کی فراہمی اور تربیت کا ایک نظام بنا دیا گیا جس کے تربیتی مراحل سے شاہ عبداللہ خود بھی گزرے۔ آخر 1962ء میں آپ کو الحرس الوطنی کا چیف کمانڈر متعین کر دیا گیا۔ آپ بہت بہادر، نڈر اور ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ کی مسلسل کامیابیوں اور بہترین خدمات کے اعتراف میں اس عہدے کے ساتھ ڈپٹی وزیر اعظم کا منصب سونپ دیا گیا۔ 1982 میں شاہ خالد بن عبدالعزیز آل سعود کی رحلت کے بعد آپ کو سعودی عرب کا ولی عہد نامزد کیا گیا۔ جس پر خاندان آل سعود اور تمام سعودی عوام نے نہ صرف مسرت کا اظہار کیا بلکہ بخوشی آپ کی بیعت کی۔ جبکہ شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود فرمانبردار تھے۔ شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود تقریباً 23 سال حکمران رہے اور آخری تین سال اپنی علالت کے باعث ساری ذمہ داری شاہ عبداللہ سرانجام دیتے رہے، حتی کہ شاہ فہد کی وفات کے بعد آپ خادم الحرمین الشریفین مقرر ہوئے۔

خدمات

یوں تو شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کی خدمات کا لا متناہی سلسلہ ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں بہترین خدمات اور لاجواب کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، لیکن آپ کے بعض کاموں نے پوری دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔

لائبریریاں: شاہ عبداللہ علم دوست تھے۔ آپ نے سب سے پہلی مرکزی لائبریری ''المکتبہ عبدالعزیز

آل سعود" کے نام سے ریاض میں قائم کی۔ جس میں اس وقت لاکھوں کتب موجود ہیں، جو تشنگان علوم کیلئے ایک یادگار تحفہ ہے، جس کے دروازے علوم و فنون کا ذوق رکھنے والوں کیلئے کھلے رہتے ہیں۔ دوسری لائبریری مراکش کے شہر کا سابلانکا (دارالبیضاء) میں قائم کی گئی ہے، جو اپنی مثال آپ اور مراکش کے عوام کیلئے ایک علمی تعلیمی تحفہ ہے۔ یہ دونوں لائبریریاں آپ کیلئے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔

یونیورسٹیوں کا قیام

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کا وژن تھا کہ شاندار ترقی کیلئے تعلیم کی اشد ضرورت ہے اور وہ قوم کبھی شکست نہیں کھاسکتی جو اپنے نوجوانوں کو تعلیم سے آراستہ کردیتی ہے۔ لہٰذا دیگر شعبوں کے ساتھ ان کی خصوصی ترجیح تعلیم رہی۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب 2005 میں سعودی عرب کے فرمانروا بنے تو ملک میں صرف آٹھ بڑی یونیورسٹیاں فعال تھیں، لیکن چند سالوں میں انہوں نے مزید یونیورسٹیاں قائم کی اب ان کی تعداد 21 ہے اسی طرح ملک بھر میں لاتعداد کالج بھی بنائے گئے۔ چونکہ سعودی عرب میں مخلوط تعلیم کا تصور نہیں لہٰذا الگ الگ معیاری کالج اور یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں آیا۔

آپ کے عظیم ترکاموں میں "شاہ عبداللہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی" کا قیام بھی شامل ہے جو دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے اس جامعہ میں عالمی معیار تعلیم قائم کیا گیا ہے اور اس میں سعودی عرب کے علاوہ برادر اسلامی ممالک کے لیے بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔

تعلیم کے میدان میں آپ کی ترجیحات کا اندازہ اس تیز رفتار ترقی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت سعودی عرب میں 100 فیصد خواندگی ہے۔ 32 ہزار اعلیٰ ثانوی مدارس موجود ہیں جس میں 50 لاکھ بچے بچیاں زیر تعلیم ہیں اور چار لاکھ چھبیس ہزار اساتذہ تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لاتعداد چھوٹے بڑے معاہد، ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس اور فنی تعلیم کے مراکز بھی قائم ہیں۔

اساتذہ کرام اور ججز کی تربیت کیلئے الگ سے مراکز موجود ہیں۔ جو نہایت اعلیٰ تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح عربی زبان کے فروغ کیلئے یونیورسٹی میں "معهد اللغته العربيه" کے نام سے ادارہ موجود ہے۔ جو غیر عربی طلبہ کو عربی زبان سکھاتا ہے۔

صنعتی ترقی

سعودی عرب نے گزشتہ دو دہائیوں میں صنعت میں خوب ترقی کی ہے۔ خصوصاً ان کے ہاں

پلاسٹک کی صنعت کو کافی فروغ حاصل ہے کیونکہ اس کا خام مال ملک سے دستیاب ہے۔اسی طرح قالین سازی اور شیشہ گری کا کام بھی عروج پر ہے۔ آج سعودی عرب کا تیار کردہ شیشہ پوری دنیا میں دستیاب ہے جو کہ بہت معیاری ہے۔شاہ عبداللہ نے ملک کے بعض شہروں مثلاً ''رابع'' اور ''حائل'' میں صنعتی زون بھی قائم کیے ہیں۔

حجاج کیلئے خدمات

سعودی حکومت کیلئے سب سے بڑی سعادت حرمین شریفین کی خدمت ہے اور خاص کر حجاج کرام کا استقبال اور مہمان نوازی ہے۔پوری دنیا سے مسلمان ہر سال فریضہ حج ادا کرنے سعودی عرب تشریف لاتے ہیں۔بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ہر سال انتظامات میں وسعت پیدا کی جاتی ہے، تاکہ حجاج کرام پوری سہولت اور آسانی کے ساتھ مناسک حج ادا کرسکیں۔اس ضمن میں شاہ عبداللہ نے انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں جس میں جمرات پر پلوں کا قیام ہے۔کون نہیں جانتا کہ حجاج کرام کو سب سے زیادہ مشکلات جمرات پر ہوتی تھیں۔ وہاں حادثے ہوتے اور سینکڑوں لوگ انتقال کر جاتے۔لہٰذا ہنگامی بنیادوں پر یہاں کام ہوا اور ایک سال کی مدت میں یہ عظیم منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

ٹرین سسٹم

حجاج کرام کی نقل وحمل کیلئے ٹرانسپورٹ کا ایک وسیع نظام موجود ہے،لیکن جدید دور کی سہولتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شاہ عبداللہ نے جدید ٹرین کا سسٹم متعارف کروایا۔اس وقت منیٰ سے عرفات تک نظام چل رہا ہے، جبکہ جدہ سے مکہ، مکہ سے منیٰ وعرفات اور پھر مکہ مدینہ کے درمیان بھی منصوبہ مکمل ہونے کو ہے۔اس کی تکمیل سے حجاج کرام کو بہت فائدہ ہوگا۔

حرمین شریفین کی توسیع

حجاج کرام اور زائرین مسجد نبوی کی بڑھتی ہوئی تعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے شاہ عبداللہ نے تاریخ کی سب سے بڑی توسیع کا آغاز کیا۔اسکی تکمیل سے مسجد الحرام میں بیک وقت پچاس لاکھ نمازی بیک وقت نماز ادا کرسکیں گے۔اسی طرح مسجد نبوی کی توسیع کا کام بھی جاری ہے،جس کیلئے اربوں ڈالر کا بجٹ منظور کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں حجاج کرام کے آرام اور سہولت کیلئے ٹھنڈے زم زم اور مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں ائرکنڈیشنڈ کے جدید پلانٹ نصب کئے گئے ہیں۔سڑکوں کو کشادہ کیا گیا اور صفائی کا لاجواب نظام قائم کیا گیا۔

عوامی خدمات

شاہ عبداللہ نے سعودی عوام کی خدمت پر بڑی توجہ دی ہے۔ بہت سارے ادارے قائم کئے، جن کا کام عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولت فراہم کرنا اور ان کے مفادات کا تحفظ ہے۔ ان میں آسان اور سستی رہائش فراہم کرنے والا ادارہ، علاج کی سہولت اور ادویات کی فراہمی کا ادارہ اور لوگوں کو خوراک بہم پہنچانے والا ادارہ شامل ہے۔

عالمی امن کیلئے جدوجہد

شاہ عبداللہ کو دنیا کے نامور حکمرانوں میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ ان کی بلند پایہ سوچ اور عالمگیر سیاست نے اس میں مزید اضافہ اس وقت کیا جب انہوں نے تہذیبوں کی جنگ میں اپنا مثبت کردار ادا کیا اور دنیا کو بڑے حادثہ سے محفوظ کر دیا۔ بلا شبہ اب بھی دنیا میں مختلف ادیان اور مذاہب کے لوگ موجود ہیں، جن کے درمیان تہذیبی اور ثقافتی اختلافات شدت اختیار کر جاتے ہیں اور قتل و غارت کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں کمی اور مسئلہ کے حل کیلئے مکالمہ کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ لہٰذا شاہ عبداللہ نے مختلف ادیان اور مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مکالمہ کیلئے ایک شاندار پلیٹ فارم مہیا کیا اور ''مرکز عبدالعزیز للحوار الوطنی'' کے نام سے ایک عالمی تنظیم قائم کی۔ جس کے تحت مختلف ممالک میں کانفرنس سمینار اور کنونشن منعقد ہو چکے ہیں۔ عالمی کانفرنس ریاض کے بعد ایک بین الاقوامی کانفرنس سپین میدرڈ میں بھی منعقد ہو چکی ہے۔ جس میں اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل نے بھی شرکت کی تھی۔ اسی طرح اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کو دکھانے کیلئے ایسی کتابوں کی اشاعت جو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے پیش کی جائیں، ایک عالمی ادارہ قائم کیا۔ ''جائزہ الملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود'' کے نام سے اس ادارہ کے پلیٹ فارم سے اب تک لاتعداد کتابیں معروف زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اس ضمن میں پہلی عالمی کانفرنس مکہ مکرمہ میں جمادی الثانی 1426 کو منعقد ہوئی تھی۔ جس کی صدارت خود شاہ عبداللہ نے کی۔

اقتصادی ترقی

شاہ عبداللہ کے عہد میں سعودی عرب کو تیل کی بے پناہ دولت ملی۔ عالمی منڈی میں تیل مہنگا ہوا، جس سے سعودی عرب کی شرح نمو میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اس کی اقتصادی حالت بہت اچھی ہوئی۔ تجارت کو فروغ ہوا اور درآمد و برآمد میں توازن پیدا ہوا۔ اس پر عالمی بینک نے سعودیہ کو ترقی کا عالمی

ایوارڈ دیا۔آج سعودیہ پہلے کامیاب ترین دس ممالک کی صف میں شامل ہے اور عالمی رائے عامہ کے مطابق بہترین اقتصادی ماحول میں بھی سعودیہ سرفہرست ممالک میں شامل ہے۔

سیاسی بصیرت

منصفانہ اور عادلانہ طرز سیاست سعودی حکومت کا طرہ امتیاز ہے۔شروع ہی سے سعودی حکومت نے اعتدال اور متوازن طرز عمل اختیار کیا ہوا ہے۔افراط وتفریط سے بچ کر ہمیشہ اپنا وزن حق دار کے پلڑے میں ڈالا ہے۔اسی وجہ سے پوری دنیا میں سعودی عرب کو قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور خاص کر وہ مسائل جن کی وجہ سے عالمی امن خطرے میں رہتا ہے، اس کے حل کے لیے بہترین تجاویز پیش کیں ہیں۔فلسطین کے مسئلہ پر سعودی حکومت نے ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا ہے اور اس کے حل کیلئے عالمی دباؤ میں اضافہ کیا۔فلسطینیوں کی فلاح وبہبود کے لیے نہ صرف حکومت بلکہ سعودی عوام نے بھی دل کھول کر فنڈ مہیا کیے ہیں۔

کشمیر، افغانستان، عراق اور شام کے مسئلہ پر سعودی عرب کی پالیسی خراج تحسین کی مستحق ہے۔ اور ان کے حل کیلئے سعودی عرب نے ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے۔سعودی حکومت کے تمام وسائل امت مسلمہ کی ترقی کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کیلئے سعودی حکومت پیش پیش ہوتی ہے، خاص کر شاہ عبداللہ پاکستان کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔یہاں آکر خوشی محسوس کرتے، پاکستان کو اپنا دوسرا گھر قرار دیتے اور ہر مشکل میں کھل کر ساتھ دیتے تھے۔

دہشت گردی سعودی عرب کا بھی اہم مسئلہ رہا ہے۔لہٰذا اس کے حل کیلئے بڑی سنجیدہ کوششیں کی گئیں اور فروری 2005 میں ایک عالمی کانفرنس میں اہم اعلانات کئے گئے۔اس میں 50 ممالک کے سربراہان کے علاوہ ممتاز عالمی شخصیات نے شرکت کی تھی۔

شاہ عبداللہ کی بے مثال کامیابیوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ان کی رحلت سے بلاشبہ سعودی عرب ہی نہیں بلکہ دنیا ایک مدبر حاکم سے محروم ہوئی ہے، ان کی دور اندیشی مصالحانہ کوششوں ہمدردیوں اور خیرخواہی سے لوگ محروم ہوئے ہیں۔

دعا ہے! اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبول سے نوازے اور امت مرحومہ کو بہترین قائد سے نوازے۔آمین